

www.urduchannel.in

مُراج

اچھا بچہ ہے

(مات سے خرماں کے پھول کے لئے)

اردو چینل

www.urduchannel.in

مرتب:
فرسان حنیف وارثی



© فرحان حنیف وارثی

SURAJ ACHCHA BACHCHA HAI
 (POEMS COLLECTION)
 COMPILED BY:
FARHAN HANIF WARSI

کتاب کا نام :	سورج اچھا بچہ ہے (نظموں کا انتخاب)
مرتب :	فرحان حنیف وارثی
سرورق :	اسلام کر تپوری
کمپوزنگ :	کامران پبلیکیشنز، شیوا جی نگر، گوڈڑی، ممبئی
تعداد :	۵۰۰
اشاعت اول :	دسمبر ۲۰۱۱ء
ناشر :	مرتب
قیمت :	۵۰ روپے
خط و کتابت کا پتہ :	پوسٹ باکس نمبر ۲۵۲۶، ممبئی سینٹرل پوسٹ آفس، ممبئی۔ ۳۰۰۰۰۸ (مہاراشٹر) موبائل: 09320169397
ملنے کے پتے :	<ul style="list-style-type: none"> ☆ کتبہ جامعہ، بلی، علی گڑھ اور ممبئی ☆ کتاب دار، ممبئی ☆ سیفی بک ایجنسی، ممبئی ☆ ملک بک ڈپو، بلی ☆ صالح بک ٹریڈرز، جامعہ مسجد، مومن پورہ، ناگپور ☆ خیراندیش (اردو یونیکلی)، ۷۷ خوشامد پورہ، مالیگاؤں

یاوارث

سورج اچھا بچہ ہے

(سات سے ستر سال کے بچوں کے لیے)

مرتب

فرحان حنیف وارثی

زیر اہتمام

گل بوئے پبلیکیشنز

شاپ نمبر ۲۸، گراونڈ فلور، پلی آرکیڈ، ناگپارہ، ممبئی۔ ۸

ذی شان کے نام

ہمارا ذی شان
اُبھی بہت چھوٹا ہے
کھڑکی کے باہر
گلے میں اُنگے
ایلوویرا کے پودے سے بھی چھوٹا

انوٹھا چوتنا
اور اپنی می کی گود میں بیٹھ کر
ٹیپی ویشن دیکھنا
اچھا لگتا ہے ذی شان کو

جب بھی دھوپ
کھڑکی سے چھلانگ لگا کر
اس کے ساتھ کھینچ آتی ہے
اچھاتی کوڈتی ہے
اپنے گھنون کے بل چل کر
اسے کپڑنے کی
کوشش کرتا ہے ذی شان

شاید
وہ دھوپ کو کپڑر
دنیا کو یہ بتادینا چاہتا ہے
کہ ایک دن
اس کی مٹھی سے نکلے گا
سورج

سورج اچھا بچہ ہے

یہ کتاب فخر الدین علی احمد میموریل کمیٹی، حکومت اتر پردیش، لکھنؤ کے مالی تعاون سے شائع ہوئی۔

سورج اچھا بچہ ہے

سورج اچھا بچہ ہے

A.P.J.Abdul Kalam

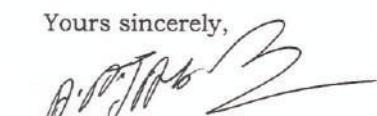
Rashtrapati Bhavan
New Delhi - 110004

November 28, 2003

Dear Shri Farhaan Hanif,

Thank you for your letter and thoughts. "Sun is a good child" is a good poem. My best wishes to you.

Yours sincerely,



(A P J Abdul Kalam)

Shri Farhaan Hanif
Swagat 1B/22, Narendra Park
Naya Nagar
Mira Road (E),
Thane District-401 107 (MS)



پیغام
۲۸ نومبر ۲۰۰۳ء

عزیزی جناب فرحان حنفی۔

آپ کے مکتوب اور خیالات کا شکر یہ۔

"سورج اچھا بچہ ہے، ایک اچھی نظم ہے۔"

آپ کے لیے میری نیک خواہشات!

آپ کا اپنا

اے پی جے عبدالکلام

سورج اچھا بچہ ہے

اشعار

خلد شاہین	عبدالاحد ساز	جن جن ناتھ آزاد
نور جہاں نور	سدرشن فاخر	شمیں الرحمن فاروقی
کوثر انصاری	حنیف ترین	ندافا ضلی
منصور اعجاز	حفیظ آتش	گلزار
عطاء الرحمن طارق	محترم ٹوکنی	محمد علوی
احمد امام بالا پوری	احمد وصی	مظفر غنی
شاہین اقبال	فس اعجاز	زبیر رضوی
صادق نواب سحر	عبد الرحیم نشری	قیصر الجعفری
قرم صدیقی	خیال انصاری	ظفر گور کچوری
قاسم ندیم	مرتفعی ساحل تلمی	جاوید آخر
عادل اسیر دہلوی	امجد حسین حافظ کرنگی	افتخار امام صدیقی
عادل حیات	احمد کلیم فیض پوری	صلاح الدین پرویز
فرق جلال پوری	محترم احسان انصاری	علقہ شبلی
شکیل شاہ جہاں	رفیع احمد	مناظر عاشق ہر گانوی
اسماعیل پرواز	حیدر بیانی	نوراعین علی
ابراهیم اشٹک	محسن باعشن حرست	حیدر سہروردی
شجاع الدین شاہد	حامد اقبال صدیقی	یعقوب راهی
فراغ روہوی	فراغ روہوی	ضمیر کاظمی

سورج اچھا بچہ ہے

والی شاعری سے روشناس کرنا ہے۔

میں والدین اور اساتذہ سے درخواست گزار ہوں کہ جہاں آپ اپنے بچوں کو انگریزی پس از بر کرا کے فرم محسوس کرتے ہیں، وہیں انھیں اردو کی نظمیں بھی ضرور یاد کرنے کی تلقین کریں، تاکہ ہماری مشرقی تہذیب زندہ رہ سکے۔

چھوٹی بڑی بات - ۲

پیارے بچو!

”سورج اچھا بچے ہے“ اور تم سب بھی۔ اپنے اسکول، ٹیوشن اور ہوم ورک کے بعد کھیل کو، شرارتوں اور ٹیلی ویژن پر پوکے مان، بوب دی بلڈر، مسٹر بین، ٹام اینڈ جیری اور تجاہ تھوڑی جیسے پسندیدہ پروگرامس دیکھنے کے ساتھ ساتھ معیاری اردو ادب کو پڑھنے کے لیے بھی تھوڑا وقت نکالا کرو، یوں بھی کتابیں سب سے اچھیں اور پچھی دوست ہوتی ہیں۔

اچھے بچو!

تم نے اسکول کے نصاب میں یا رسالوں اور اخباروں میں نظریں اکبر آبادی، مولوی امیل میرٹھی، جوش ملیح آبادی، خواجہ الطاف حسین حالی، شفیع الدین نیر، ڈاکٹر محمد اقبال، علامہ سیماں اکبر آبادی اور راجہ مہدی علی خاں وغیرہ کی نظمیں ضرور پڑھی ہوں گی۔ تمہارے لیے اس انتخاب میں دورِ حاضر کے شاعروں کی آسان اور دلچسپ شاعری پیش کی جا رہی ہے۔

پیارے اور اچھے بچو!

میں تھیس بیادوں کہ ان میں کچھ شعر ایسے بھی ہیں جو اردو ادب میں بہت روشن ستاروں کی حیثیت رکھتے ہیں اور بعض شاعروں کا کلام اسکولی نصاب میں بھی شامل ہے۔ کیا کہا؟ تم نے ٹھیک پہچانا۔ ان میں چند شعر اردو ہندی کی فلموں کے مقبول نغمہ نگار بھی ہیں۔

میں اس انتخاب میں کس حد تک کامیاب ہوا ہوں، اس کا فیصلہ بھی تھی کو کرنا ہے۔ اور ہاں! ان میں سے کچھ نظمیں زبانی یاد کر کے تم اپنے بڑوں کو ضرور سنانا۔ مجھے یقین ہے، تمہارے اس شوق اور گلن سے خوش ہو کر بڑے تمہیں من چاہا تھے ضرور دیں گے۔

فرhan حنیف وارثی

چھوٹی بڑی بات - ۱

دنیا کی ترقی یا فتویٰ میں بچوں کے حال اور مستقبل کو لے کر جس قدر فکر منداور سنجیدہ ہیں، اس سے ہم ہندوستانیوں کو درس لینے کی ضرورت ہے۔ دراصل کسی بھی قوم، زبان یا ملک کا مستقبل بچے ہی ہیں۔ بچوں کی صحیح ڈھنگ سے پرورش اور رہنمائی نیز اعلیٰ تعلیم و تربیت پر ہی آنے والے کل کا انحصار ہے۔ عالمی سطح کی تمام مشہور زبانوں میں بچوں کے ادب کو اساسی ادب کا رتبہ حاصل ہے۔ آج ہم اس بحث میں تو ابھی ہیں کہ اردو زبان و ادب میں بچوں کے ادب پر توجہ کم دی جا رہی ہے، مگر کیا ہم نے یہ سوچا: کہ یہ بات کسی حد تک قبل قبول ہے؟ اور اگر درست ہے تو اس کی ذمہ داری کس پر عائد ہوتی ہے؟

آج ملک بھر میں بچوں کے لیے، جو رسائل شائع ہو رہے ہیں، نظموں اور کہانیوں کی جو کتابیں چھپ رہی ہیں، انھیں پہلی نظر میں دیکھ کر یوں محسوس ہوتا ہے کہ بچوں کے ادب پر خاطر خواہ توجہ دی جا رہی ہے۔ لیکن سنجیدہ مطالعے کے بعد یہ احساس ہوتا ہے کہ بچوں کے ادب کا ایک بڑا حصہ غیر معیاری اور سطحی ہے۔ نہ تو نثر میں کوئی معیار یا جادت جھلکتی ہے اور نہ ہی شاعری میں۔

گذشتہ چند سالوں میں بچوں کے ادب کی جو کتابیں منظر عام پر آئیں، انھیں پڑھنے کے بعد میں یہ سوچنے پر مجبور ہوا کہ آخر بچوں کے لیے ادب کیوں تخلیق کیا جا رہا ہے؟ کیا مرثیٰ پر جانے کے لیے پر قول رہی اس ایکسوں صدی میں، جہاں بچے امیونیٹ کی ناغلوں سے پوری دنیا گھوم رہے ہیں، انھیں عامیناں اور روایتی قسم کا اردو ادب متاثر کر سکے گا؟ کیا ادب، بچوں کے ذوق کو پروان چڑھانے میں مددگار ہو گا؟

یہ بچے اردو ادب کے مستقبل کے قاری ہیں۔ اگر آج انھیں معیاری ادب سے دور کھایا جائے میں معیاری ادب کے مطالعے کی دلچسپی نہیں پیدا کی گئی تو ممکن ہے کہ آنے والے کل میں یہ کہیں اور کھو جائیں اور ہمیں قاری کو تلاش کرنے کی دشواریوں سے دوچار ہونا پڑے۔

اسی سورج نے مجھے، اس انتخاب کی تحریک دی ہے۔ میں نے اس مجموعے میں سات سے ستر سال تک کے بچوں کے لیے تحریریکی گئی شاعری کو شامل کیا ہے۔ میرا یہ ماننا ہے کہ ”ہر انسان کے دل میں ایک بچہ ہوتا ہے۔“ جو برسات میں بھیگتا ہے، لطیفہ سن کر ہنستا ہے، ہاتھ پر ٹیٹھ چکاتا ہے، ناشتے میں بورن ویٹا پیتا ہے، بھی سچن ٹینڈ ولکر بنتا ہے تو کبھی شاہ رخ خان۔ اور ہاں! مگر کی ڈانٹ پر روتا بھی ہے اور اپنی نانی اماماں سے کہانی سنانے کی خدمت بھی کرتا ہے۔

اس کتاب کی ترتیب کا مقصد بچوں کو زندگی سے پر موضوعات اور ان کے مزاج سے سروکار رکھنے

سورج اچھا بچہ ہے

سورج اچھا بچہ ہے

مورنامہ

شمس الرحمن فاروقی

اس جنگل میں مور بہت ہیں نیلے پیلے چور بہت ہیں
 دن بھر موروں کی جھنکار
 اوپر نیچے چیخ پکار
 شیر میاں کو نیند نہ آئی
 لے کر اک لمبی سی جہائی
 لومڑی بی سے کھلایا
 موروں کو کس نے بلوایا؟
 مور تو کرتے شور بہت ہیں

اس جنگل میں مور بہت ہیں نیلے پیلے چور بہت ہیں
 رات کا آنگن چاندی جیسا
 دن کا چہرہ تھالی جیسا
 رات کے گھر میں کتنے گھوڑے
 دن کے کپڑے کتنے جوڑے
 مور کے کپڑے کیسے انوکھے
 نیلے ہرے سے سرخ سنہرے
 مور کی دم میں سونے کے جھٹے
 اس سے کہنا ہم سے بد لے
 بھورے سنہرے پروں کو کھو لے
 مور اڑا تو سب یہ بولے
 اس کے پر کمزور بہت ہیں
 اس جنگل میں مور بہت ہیں نیلے پیلے چور بہت ہیں

چاند پہ جا پہنچا انسان جگن ناتھ آزاد

جو بھی مشکل راہ میں آئی پل میں تھی انسان
 اپنی ہمت سے انسان نے مارا وہ میدان
 مئی بولی میرے دل کا نکلا آج ارمان
 چاند پہ جا پہنچا انسان
 راکٹ ایک اڑا دھرتی سے اور ہوا میں پہنچا
 اس کو ہوا سے کیا لینا تھا دُور فضا میں پہنچا
 اس سے بھی کچھ آگے نکلا اور خلا میں پہنچا
 ہمت میں تھھ پر قربان

چاند پہ جا پہنچا انسان
 جو بھی مشکل راہ میں آئی پل میں تھی انسان
 اب مرد بھی دور نہیں ہے چاند پہ جانے والے
 تیری ہمت پر نازال ہیں آج زمانے والے
 دور زمیں سے سیاروں کا کھو جانے والے
 علم و ہنر کی ایک نئی تاریخ بنانے والے

تیرا کام ہے عالی شان
 ہمت میں تھھ پر قربان
 چاند پہ جا پہنچا انسان
 جو بھی مشکل راہ میں آئی پل میں تھی انسان

بس بھئی سورج

شمس الرحمن فاروقی

آنکھیں جب چمکاتے ہو
جان کو بس آجائتے ہو
کلیوں کو بھی مُرجھاتے ہو
کتنے گندے بن جاتے ہو
بس بھئی سورج بس

گُٹا کیسا کانپ رہا ہے
زبان نکالے ہانپ رہا ہے
کونے میں خود کو ڈھانپ رہا ہے
اس کو کتنا ستاتے ہو
بس بھئی سورج بس

سرکو جھکائے چڑیاں ساری
دھوپ کی ماری ڈر کی ماری
چپکی بیٹھی سب بے چاری
چڑیوں کو دھمکاتے ہو
بس بھئی سورج بس

بادل چھائے مینڈک بولے
آم کی ڈالی رم جھنم ڈولے
دُنیا ساری آنکھیں کھو لے
اب گھر کیوں نہیں جاتے ہو
بس بھئی سورج.....!

کوئی بات نہیں

شمس الرحمن فاروقی

دانٹ بڑے ہوں
تو بھی کوئی بات نہیں
کان کھڑے ہوں
تو بھی کوئی بات نہیں
ڈانٹ پڑی ہو
تو بھی کوئی بات نہیں
دھوپ کڑی ہو
تو بھی کوئی بات نہیں
ادھم بڑا ہو
تو بھی کوئی بات نہیں
کوئی لڑا ہو
تو بھی کوئی بات نہیں
بچوں کو گھر میں آنے دو
دھومیں ان کو مچانے دو

چک رہا ہے
یوقت وہ ہے
زمین کا ہڑڑہ
ماں کے دل سادھر کر رہا ہے
پُرانی اک چھت پروقت بیٹھا
کبوتروں کو اڑا رہا ہے
کہ بنچے اسکول جارہے ہیں
کہ بنچے اسکول جارہے ہیں

روشنی کے فرشتے

ندا فاضی

ہوا سوریا

زمین پر پھر ادب سے آ کاش
اپنے سر کو جھکا رہا ہے
کہ بنچے اسکول جارہے ہیں

ندی میں اشنان کر کے سورج
سنہری ململ کی گیڑی باندھے
سرک کنارے
کھڑا ہوا مسکرا رہا ہے
کہ بنچے اسکول جارہے ہیں

ہوا نئیں!

سر بزڑا لیوں میں
دعاؤں کے گیت گارہی ہیں
مہکتے پھولوں کی لوریاں
سوتے راستوں کو جگارہی ہیں

گھنیرا بیپیل!

گلی کے کونے سے ہاتھ اپنے ہلا رہا ہے
کہ بنچے اسکول جارہے ہیں

فرشتے نکلے ہیں روشنی کے
ہر ایک رستہ

●
کپڑے کھلونے مانگ کے بچوں نے عید پر
غربت کو اپنے باپ کی رُسوہبیں کیا (ظفر صہبائی)

●
سمندر مسکرا کر ان سے ملنے دوڑ پڑتا ہے
گھر و ندے توڑ کر جب شوخ بنچے کھلکھلاتے ہیں (عین بہراچی)

کھلونے ندا فاضلی

پیسے کا سفر ندا فاضلی

دن رات کمایا پیسا
بانہیں، تالکیں، بینائی
سب کھوکر پایا پیسا

پیے سے اگایا پیسا
پیے سے لڑایا پیسا

پھر دن کا سوریا پیسا
راتوں کا اندھرا پیسا
پھر میرا تیرا پیسا

پہلے تو کمایا پیسا
پھر خود کو بنایا پیسا
جب پیسا گھس کر ٹوٹا
پیے نے جلایا پیسا

کچھ کام نہ آیا پیسا
کتنا تھا پرایا پیسا

آؤ کہیں سے
تھوڑی تی مٹی بھر لائیں
مٹی کو بادل سے گوندھیں
چاک چلایں
ئئے نئے آکار بنائیں

کسی کے سر پر چٹپار کر دیں
ماتھے اوپر تلک لگائیں
کسی کے چھوٹے سے چہرے پر
موٹی سی داڑھی پھیلائیں
پکھدن ان سے جی بھلائیں
اور یہ جب میلے ہو جائیں
داڑھی
چھوٹی
تلک
سچی کو...
توڑ پھوڑ کر گلد مڈ کر دیں
ملی جعلی میٹی پھر سے
الگ الگ سانچوں میں بھر دیں
داڑھی میں
چھوٹی لہائے
چھوٹی میں
داڑھی چھپ جائے
کس میں کتنا کون چھپا ہے
کون بتائے

معنی کا عذاب

گلزار

چوک سے چل کر، منڈی اور بازار سے ہو کر
لال گلی سے گذری ہے کاغذ کی کشتی
بارش کے لاوارث پانی پر پیٹھی بے چاری کشتی
شہر کی آوارہ گلیوں میں سہی سہی گومر ہی ہے
پوچھ رہی ہے
ہر کشتی کا ساحل ہوتا ہے تو کیا میرا بھی کوئی ساحل ہوگا
بھولے بھالے اک بیچ نے
بے معنی کو معنی دے کر
رُدی کے کانڈ پر کیسا ظالم کیا ہے!

سورج اچھا بچہ ہے

شناخت

گلزار

یوئی رہنے والے مت مٹا کو انھیں
ان لکریوں کو یوئی رہنے والے
نئے نئے گلابی ہاتھوں سے
میرے معصوم نئے نئے نے
ٹیڑھی میڑھی لکریں کھینچی ہیں

کیا بواشکل بن سکی نہ اگر
میرے نئے کے ہاتھ ہیں ان میں
میری بچان ان میں شامل ہے

سورج اچھا بچہ ہے

لکڑی کی کاٹھی

گلزار

لکڑی کی کاٹھی، کاٹھی پہ گھوڑا
گھوڑے کی دُم پہ جو مارا ہتھوڑا
دوڑا دوڑا دوڑا گھوڑا دُم اُٹھا کے دوڑا

گھوڑا پنچا چوک میں، چوک میں تھا نائی
گھوڑے جی کی نائی نے جامت جو بنائی
دوڑا دوڑا دوڑا گھوڑا دُم اُٹھا کے دوڑا

گھوڑا تھا گھمنڈی، پنچا سبزی منڈی
سبزی منڈی برف پڑی تھی، برف میں لگ گئی ٹھنڈی
دوڑا دوڑا دوڑا گھوڑا دُم اُٹھا کے دوڑا

گھوڑا اپنا نگرا ہے، دیکھو کتنی چربی ہے
چلتا ہے مہروں میں، پر گھوڑا اپنا عربی ہے
ہاتھ چھپڑا کے دوڑا گھوڑا دُم اُٹھا کے دوڑا

لکڑی کی کاٹھی، کاٹھی پہ گھوڑا
گھوڑے کی دُم پہ جو مارا ہتھوڑا
دوڑا دوڑا گھوڑا دُم اُٹھا کے دوڑا
نمی دلی کا ایک مشہور علاقہ

مون سون

گلزار

بارش آتی ہے تو پانی کو بھی لگ جاتے ہیں پاؤں
درو دیوار سے لکڑا کے گزرتا ہے گلی سے

اور اچھتا ہے چھپا کوں میں
کسی مقیٰ میں جیتے ہوئے لڑکوں کی طرح

جیت کر آتے ہیں جب مقیٰ گلی کے بڑے
جوتے پہنے ہوئے کینوں کے

اچھلتے ہوئے گیندوں کی طرح
درو دیوار سے لکڑا کے گزرتے ہیں

وہ پانی کے چھپا کوں کی طرح!

نپنے لگا ہوگا
کاٹھ کا حسین گھوڑا
پنهنا رہا ہوگا
جس پہ بیٹھ کر مُتا
مسکرا رہا ہوگا
اور اس کی امآل کی
پیار سے بھری آنکھیں
ایک ایک کونے سے
اُس کو دیکھتی ہوں گی
نیند میں مرا مُتا
روز مسکراتا ہے
چُسکیاں سی بھرتا ہے
اور کھلکھلاتا ہے



نیند میں مرا مُتا
چونک چونک پڑتا ہے
ہڑبڑا سا جاتا ہے
اور رونے لگتا ہے
نیند میں مرا مُتا
خواب دیکھتا ہوگا
اک گھنا گھنا جنگل
خواب میں رہا ہوگا
اوچے اوچے پڑوں کی
پھیلی پھیلی شاخوں پر
سانپ رینگتے ہوں گے

نیند میں مرا مُتا
روز مسکراتا ہے
چُسکیاں سی بھرتا ہے
اور کھلکھلاتا ہے
نیند میں مرا مُتا
خواب دیکھتا ہوگا
دو دھ کی کئی نہریں
خواب میں بھی ہوگی
نچے نچے پودوں پر
ٹانیاں لگی ہوں گی
کیک کے مکاں ہونگے
جن کی چھت پہ مکھن کی
برف جم رہی ہوگی
چاند پس رہا ہوگا
چاندنی کھلی ہوگی
بنخشی متّی چڑیاں یہیں
نیلی پیلی گڑیاں یہیں
رقص کر رہی ہوں گی
ایک ٹانگ کا مرغا
بانگ دے رہا ہوگا
چھپلے پاؤں پر بھالو

گڑیوں کا بیاہ

محمد علوی

اب گڑیوں کا بیاہ رچا لے
مئی رانی جی بہلا لے
کل کو اٹھ کر جب تو اپنی
ماں سے اوچی ہو جائے گی
پھر نہ یہ مہندی ہاتھ لے گی
پھر نہ یہ چتری لہرائے گی
پھر نہ یہ گھونکھٹ منہ چو مے گا
پھر نہ کبھی یوں شرمائے گی
پھر نہ بجے گی یہ شہنائی
پھر نہ سکھی بائیں گائے گی
پھر نہ کوئی گھوڑا آئے گا
پھر نہ کوئی ڈولی جائے گی
بچپن کی یہ یاد تجھے پھر
خون کے آنسو زلوائے گی
پھر تو اپنے آپ کو مئی
گڑیوں سے کمتر پائے گی
اب گڑیوں کا بیاہ رچا لے
مئی رانی جی بہلا لے

سورج اچھا بچہ ہے

بزر بزر پتوں کے
نرم نرم بستر پر
شیر اونگھتے ہوں گے
ہاتھیوں کے دل کے دل
لبی لمبی سُونڈوں سے
گھاس کھا رہے ہوں گے
جھاڑیوں میں چھپ چھپ کر

کالے کالے بن مانس
تیر پھینتے ہوں گے
ہاں انہی درندوں میں
ہو نہ ہو مرا مُتا
گھر کے رہ گیا ہوگا
اور اُس کی لاماں کی
خوف سے بھری آنکھیں
ایک ایک کونے سے
اُس کو دیکھتی ہوں گی
نیند میں مرا مُتا
چونک چونک پڑتا ہے
ہڑبڑا سا جاتا ہے
اور رونے لگتا ہے

●
جاگ کر مرا مُتا
مجھ کو پاس پاتا ہے
میری گود میں آکر
رونا بھول جاتا ہے

سورج اچھا بچہ ہے

کیسے سمجھائیں نانی کو مظفر حنفی

وں روپے فی بوتل پانی
ہنگا بگا رہ گئی نانی
اپنا بچپن یاد کیا تو
ارزانی سی تھی ارزانی

بارہ آنے سیر اصلی گھی
گیارہ آنے تولہ چاندی
کیلے تھے دو پیسے درجن
چاول پانچ آنے پنسیری

بائیکاپ ٹکٹ ایک آنہ
ایک اٹھنی کا پاجامہ
اسکولوں میں فیس نہیں تھی
کالج دو روپے ماہانہ

نانا کی تنخواہ جو پوچھی
کل پینتالیس روپیہ نکلی
پینتالیس ہزار کے لگ بھگ
پاتے ہیں ابو اور اٹی

تین نظمیں
محمد علوی

●
گھر کی چھتوں اور ٹھللی جگہوں پر
آتے ہوئے ڈرتی ہے
ایک اکیلی کوکل ہے جو
آج بھی پرداہ کرتی ہے

●
ایک ہاتھ سے بوجھ اٹھانا
ایک ہاتھ سے کھانا
ایک ہاتھ سے بیڑ گرانا
اور ہاتھی کھلانا

●
آپ دیکھتے رہئے اُس سے
کچھ بھی فرق نہ آئے گا
کوئی سی کروٹ بیٹھے پھر بھی
اونٹ اونٹ کھلانے گا

ہلہ بولنے والے

مظفر حنفی

آندھی تھی، طوفان تھا، کیا تھا!
میری میز پر کون آیا تھا؟

کیمبل ایک پڑی ہے اُٹھی
گلدانوں میں ریت بھری ہے
کرسی کی ٹالکیں ترچھی ہیں
فاکل میں تملی ننھی ہے
ٹائم پس کا شیشہ ٹوٹا
میز پوش پر کالے دھبے
کئے ہوئے اخبار کے فوٹو
لیٹر پیدا میں کاغذ آدھے
ٹوپی غائب ہے شیفر کی
کم ہیں ابم کے نو پتے
عدنان اور زمان کہتے ہیں
ایمن ثانی ڈھونڈ رہے تھے
حمراء، شیرہ، ناج رہی تھیں
فیضی مار رہے تھے چھکے

میز پر ہلہ بولنے والے
خنے میرے ہی پیارے بچے!

الف زبر آ

ذبیر رضوی

بچنے جس بکس میں اپنے
کھیل کھلونوں کی جو دنیا سار کھی تھی
تمی پاپا کے ہاتھوں وہ اچھگئی ہے
تمی پاپا نے کیا جانے
بکس میں کیا کیا بھر کھتا ہے
ایک بڑے سے گیٹ کے آگے
بچہ رو تاچلا تاہے
اپنے جیسا اسے بنانے کی کوشش کا
پہلا دن ہے

چاند کوئی افسانہ نہیں

ظفر گور کھپوری

اب تو علم کی پروازیں
اور ہی قصے کہتی ہیں

باجی اب تو مت بلو
چاند میں پریاں رہتی ہیں

چاند نہ اپنا ماموں ہے
اور نہ دلیں وہ پریوں کا

چاند میں کوئی بُڑھیا ہے
اور نہ بُڑھیا کا چخا

صدیوں صدیوں کھونج کے بعد
اب ہم نے یہ جانا ہے

چاند کوئی افسانہ نہیں
ایک حقیقی دنیا ہے

سردی گرمی دونوں تیر
آسیجن کا نام نہیں

چٹائیں ہیں، کھایاں ہیں
دھرتی سا آرام نہیں

ہو جائے گا پر اک روز
جی لینا آسان وہاں

اپنے جینے کا سامان
کر لے گا انسان وہاں

علم و ہنر کی دھارائیں
پیچھے کو کب بہتی ہیں

باجی اب تو مت بلو
چاند میں پریاں رہتی ہیں

گوریا کا جوڑا

قیصر الجعفری

بالکنی میں جھونجھ بنائے گوڑیا کا جوڑا
چونچ میں لے کر آئے جائے، بھوسہ تھوڑا تھوڑا
بھوسے میں کچھ تسلی بھی ہیں، کچھ میلے پر
نیلے پلے، اجلے میلے، بھوڑے، کالے پر
باغوں باغوں گھومنیں لیکن اپنا گھر نا بھولیں
پہلے تو رشی پر بیٹھیں، پل پھر جھولا جھولیں
پھر الماری میں جائیں اڑ کے، سیدھے اپنے کونے
غالب کا دیوان چُتا ہے رہنے کو ان دونے
نیلی نیلی جلد پہ جیسے پھول کھلا ہو کوئی
یا کاغذ کو رات سمجھ کہ، چاند اگا ہو کوئی
کتنے قسمت دار ہیں ان کے لال گلابی پنجے
اُردو کا اک شاعر آیا، ان کے پاؤں کے نیجے
چاندی جیسے تخت پہ سوکر گذریں راتیں ان کی
غالب صاحب سنتے ہوں گے شاید باتیں ان کی
ماضی کی بنیاد پہ رکھا مستقبل ہے سب کا
آنے والے دور میں لوگو! انکا دل ہے سب کا
گوڑیا کے ان خوابوں کو کیسے توڑا جائے
کوئی نسخہ اور منگالیں، اس کو چھوڑا جائے

سورج اچھا بچہ ہے

سورج اچھا بچہ ہے

موج اور بچے ظفر گور کھپوری

میرا آنگن میرا پیڑ

جاوید اختر

میرا آنگن

کتنا کشادہ، کتنا بڑا ہے

جس میں

میرے سارے کھیل

سماجاتے تھے

اور آنگن کے آگے تھا وہ پیڑ

کہ جو مجھ سے کافی اونچا تھا

لیکن

مجھ کو اس کا یقین تھا

جب میں بڑا ہو جاؤں گا

اس پیڑ کی پھٹنگی بھی چھولوں گا

برسول بعد

میں گھر لوٹا ہوں

دیکھ رہا ہوں

یہ آنگن

کتنا چھوٹا ہے

پیڑ مگر پہلے سے بھی تھوڑا اونچا ہے

سورج اچھا بچہ ہے

عادت سے بھی اچھے ہو
ایسے کیسے بچے ہو
دوست نہ کوئی یار ملا
اور ہمیں سو بار ملا
تم اتنے بے حال ہوئے
ہم کتنے پامال ہوئے
ساحل ساحل ڈٹ جانا
ہار کے پیچھے ہٹ جانا
پھر لکھرانا ساحل سے
پھر مایوسی منزل سے
اک دن منزل پالیں گے
اپنی راہ بنالیں گے
اس درجہ افرادہ ہو
جو اتنے آزردہ ہو
یہ تو کوئی بات نہیں
کل تو پیارے مات نہیں
کام کرو کچھ بہت سے
پڑھو لکھو پھر محنت سے
محنت کا پھل پاؤ گے
کامیاب ہو جاؤ گے

صورت پیاری پیاری ہے
منہ لٹکائے بیٹھے ہو
ہم کو دیکھو آج تک
تم نے دکھ پایا اک بار
اک معمولی سے صدمے سے
یہ تو منے سوچو تم
بچ سمندر سے اٹھنا
سخت کناروں سے لڑنا
ہمٹ کر کے پھر بڑھنا
پھر اپنی تقدیر میں ہار
لیکن ہم یہ جانتے ہیں
کاٹ کے پھر کی چھاتی
انسان ہو کر تم منے
تم پر آخر بیتی کیا ہے؟
اتنا ہی نا؟ فیل ہوئے
آج اگرچہ مات ہوئی
بھی چھوٹا کرنے سے کیا
مایوسی پر ڈالو خاک
محنت کی تو جان لو یہ
انشاء اللہ کل تم بھی

سورج اچھا بچہ ہے

فائزہ رئیس کے نام

افتخار امام صدیقی

تم اچھے تو جگ اچھا ہے
ماں کا کہنا کتنا سچا ہے
ہم کے گھر میں اندا رکھا ہے
تم کے گھر میں کیا پکا ہے
کھلیوں میں دچپی رکو!
لیکن تم کو تو پڑھنا ہے
بورھوں میں تم بیٹھو جب بھی
بپھوں سی باتیں کرنا ہے
بازاری چیزیں مت کھانا
صحت کو گر اچھا رکھا ہے
ٹپھر، باپ برابر سمجھو
ان کا ادب لازم کرنا ہے

بہتیجی ☆

سورج اچھا بچہ ہے

ایک وہ دن جاوید اختر

مجھ کو یقین ہے سچ کہتی تھیں جو بھی امی کہتی تھیں
جب میرے بچپن کے دن تھے، چاند میں پریاں رہتی تھیں
ایک یہ دن، جب اپنوں نے بھی ہم سے ناطہ توڑ لیا
ایک وہ دن، جب پیڑ کی شاخیں بوجھ ہمارا سکتی تھیں
ایک یہ دن، جب ساری سڑکیں روٹھی روٹھی لگتی ہیں
ایک وہ دن، جب ”آؤ کھلیں“ ساری گلیاں کہتی تھیں
ایک یہ دن، جب جاگی راتیں دیواروں کو تکتی ہیں
ایک وہ دن، جب شاموں کی بھی پلکیں بچھل رہتی تھیں
ایک یہ دن، جب ذہن میں ساری عیاری کی باتیں ہیں
ایک وہ دن، جب دل میں بھولی بھالی باتیں رہتی تھیں
ایک یہ دن، جب لاکھوں غم اور کال پڑا ہے آنسو کا
ایک وہ دن، جب ایک ذرا سی بات پر ندیاں بہتی تھیں
ایک یہ گھر، جس گھر میں میرا ساز و ساماں رہتا ہے
ایک وہ گھر، جس گھر میں میری بورھی نانی رہتی تھیں

سورج اچھا بچہ ہے

الٹی سیدھی باتیں

صلاح الدین پرویز

بندر انڈے دیتی تھی
مرغی پیڑ پ چڑھتا تھا
ہاتھی جست لگاتی تھی
چیتا بل میں رہتی تھی

بلی سوٹ پہنتا تھا
چوہا ہیٹ لگاتی تھی
بھائلو چیس چیس کرتی تھی
چڑیا بھوں بھوں کرتا تھا

سانپ ہوا میں اُڑتی تھی
مچھلی پیدل چلتا تھا
کچھوا پیڑ پ ہوتی تھی
بکلا جل میں سوتی تھی

شیر کے گھر میں اک گائے
اس کے بال بناتا تھا
شیر کے گھر میں اک ہرنی
کھوں کھوں کرتا رہتا تھا
بھوں بھوں بنتارہتا تھا

گھر میں لیکن اک ماتا
ماکھن لپٹے بالک کو
کھن کھن کرتے ہاتھوں سے
پیار جاتی رہتی ہے

میری گڑیاں میں کتنی بھولی بھلی

صلاح الدین پرویز

میری گڑیاں سی مان کتنی بھولی بھلی
جوہے آنکھوں میں اس کے محبت کلی
میری گڑیاں سی مان کتنی بھولی بھلی

اُجلے کپڑوں پ سادہ ادا میں کھلیں
پھول چادر کے مہکے، کتابیں نہیں
گورے ہاتھوں پ مہندی کی ٹھنڈک رچی
میری گڑیاں سی مان کتنی بھولی بھلی

اک مصور نے ہاتھوں پ لکھا خدا
زرد پتوں کی ڈالی پ چھالیا نشدہ
نیم کے ذاتے پر کرن اک سمجھی
میری گڑیاں سی مان کتنی بھولی بھلی

دل سلاخوں کی خوشبو میں ہے نربرا
سگن آئینہ بن کے ہوا دربا
دُور تک اُتری جائے نظر میں خوشی
میری گڑیاں سی مان کتنی بھولی بھلی

راہ، رتبہ، رضا، ریشمائ، رانی
نام، نغمہ، ندی، نیرجا، نازکی
سوکھے پتوں کے آنگن کی بہتی ندی
میری گڑیاں سی مان کتنی بھولی بھلی

میری گڑیاں سی مان کتنی بھولی بھلی
میری گڑیاں سی مان کتنی بھولی بھلی

چھن چھن کرتے پاؤں
پیار سُناتی رہتی ہے
ماتا پڑی پہ جگتی ہے
بالک چھاؤں میں سوتا ہے

بندر انڈے دیتی تھی
مُرغی پڑی پہ چڑھتا تھا

منٹھی چیزیں

علقہ شبلی

تحا اندھرا ہر طرف
راہ بھی ملتی نہ تھی
ایک تنھا سا دیا
روشن ہوا
اور اندھرا چھٹ گیا
اک مسافر رات کو
کھا رہا تھا ٹھوکریں
چاند کی منٹھی کرن
چھکلی ذرا
اور رستہ مل گیا
تحا پریشان دیر سے
ایک دہقاں دھوپ میں
ایک لکڑا ابر کا
آیا وہاں
اور سایہ ہو گیا

☆
اُنگیاں تھامے ہوئے بچے چلے اسکول کو
صح ہوتے ہی پرندے چھپانے لگ گئے (منورانا)

☆

ستارے مانگتا ہے ایک پھول سا بچہ
میں کیا کروں کہ مرے بازوؤں میں پر ہی نہیں (علام خورشید)

☆

بچہ ہے سمجھا نہیں، کیا امیر کی ہوڑ
نیا کھلونا دیکھ کر، دیا پرانا توڑ (بھگوان داس اعجاز)

باغ میں اڑتی تھی دھول
سارے پتے زرد تھے
ایک ننھی سی کلی^{ننھی}
چنکلی جو کل
مسکرا اٹھا چجن

تھا نہ دل میں ولہ
زندگی خاموش تھی
ایک ننھی سی ہنسی^{ننھی}
نغمہ بنی
کھل اٹھی دل کی کلی

اک دیا
اک کرن
ایک ٹکڑا ابر کا
اک کلی^{کلی}
ایک ننھی ہنسی^{ننھی}
ہیں نشان زندگی
روشنی ہی روشنی^{روشنی}

مُرغا

منظار عاشق ہرگانوی

منے نے اک مرغا پالا
چتکبرا اور بھولا بھالا
رگ تھا اس کا سرخ گلابی
دُم نیلی تھی پر عتابی
لڑتا ہے وہ چالاکی سے
چونچ پھلا کر بے باکی سے
جس دم بانگ لگاتا ہے وہ
گویا سب کو اٹھاتا ہے وہ
سامنے اس کے کوکل کیا ہے
منے کا یہ مرغا پیارا
گھر بھر کی آنکھوں کا تارا

☆
اب کون آکے مجھ سے کھلونوں کی خد کرے
بنچ جوں ہوئے تو برابر کے ہو گئے (عرفان جعفری)

کیا رشتہ ہے؟ نور العین علی

دھرتی میری ماتا ہے
چندا میرا ماما ہے
یہ بھی تو بتائے کوئی

سورج سے کیا رشتہ ہے؟
بلی شیر کی خالہ ہے
گھر گھر ماری پھرتی ہے
شیر کو کیا معلوم نہیں

بلی سے کیا رشتہ ہے؟
گنگا ہمالہ کی بیٹی
چھوڑ کے اپنے باپ کا گھر
دوڑے ساگر کی جانب

ساگر سے کیا رشتہ ہے؟
یہ گندہ سا لڑکا کیوں
روز میرے گھر آتا ہے
امماں کچھ تو بتاؤ

اس سے مرا کیا رشتہ ہے؟
ہاں یہ لڑکا گندہ ہے
مگر خدا کا بندہ ہے
اُس کے بندے ہو تم بھی

اب سوچو کیا رشتہ ہے؟

سورج اچھا بچہ ہے

پچھی

حمد سہروردی

وہ جو پچھی ہے
میرا ہی ہے
تم نے اس کو اپنی منڈیر سے اُڑا دیا
ویران اور سنسان عمارت میں بیٹھا ہوا
وہ پچھی سوچا کرتا ہے
کون دن تھے
جب وہ میرے قبضے میں آیا تھا
پچھی کی آنکھوں میں آنسو کیسے ہیں
پچھی بول کے درخت کی
سب سے اوچی ٹہنی پر بیٹھا ہوا اُنگتھا ہے
کہاں ہو گی
یادوں کی راحت
پچھی کو کیوں
تم نے اپنی منڈیر سے اُڑا دیا
کیوں.....؟

سورج اچھا بچہ ہے

سورج اچھا بچہ ہے

نبا کے نام

یعقوب راہی

نبا

تم جو آؤ تو گھر میں

کوئی چیز اپنی جگہ پر نہ رکھو

بکھی کچھ اچھا لو، بکھی کچھ ٹخن دو

بکھی اپنے سارے کھلونے سجاوے

بکھی ان کو جوڑو، بکھی ان کو توڑو

..... اک اودھم مچاوہ

کہ میں گھر تو کیا؟

اب زمان و مکان کے قتھل سے اکتا جکا ہوں

زمان و مکان کا قتھل

کوئی آکے توڑے نہ توڑے

نبا..... تم تو آؤ

یہ گھر کا سکوتِ محشیم توڑے!

ہدیٰ کے نام

یعقوب راہی

بکھی

کوئی کلکاری

سُن اُوس تو ایسا لگے

جیسے تم دُور..... بے چین

رہ رہ کے آواز دیتی ہو: نانا

رُکو.....

آرہی ہوں

☆ نواسی

☆ نواسی

مکڑی کی ذہانت

ضمیر کاظمی

سناوں تمہیں آج اک ماجرا
کہ اک لڑکا مکڑی کے پیچھے پڑا
پھر اُس نے بڑا ایک ڈنڈا لیا
پکڑ کر ہمراے پر اُسے رکھ دیا
وہاں پاس تھا ایک دریا بڑا
وہ ڈنڈے پر مکڑی کو لیکے بڑھا
بہت دور پانی میں گاڑا اُسے
کہ اُس وقت پانی تھا بچرا ہوا
کنارے وہ چپ چاپ بیٹھا رہا
کہ دیکھیں تماشہ اب ہوتا ہے کیا
لکھتی ہے دریا سے کس طرح یہ
چلو آؤ دیکھیں مزا آئے گا
تھی کچھ دیر مکڑی وہاں دم بخود
پھر اُتری تو ہر سمت پانی ملا
کئی بار اُتری چڑھی، پھر نہ جب
رہائی کا کوئی بھی رستہ ملا

پوتی ☆

سحر کے بارے میں

یعقوب راهی

ارے

اوکبورز

جچے کچھ خبر ہے؟

وہ دیوانی تیری

کہاں؟ کون سے دلیں میں ہے؟

ذراد کچھ کر آ.....

وہ کسی ہے؟

کن کن کھلونوں میں کھوئی ہوئی ہے؟

کہ بچین دل

خیریت چاہتا ہے

بچت عبدالاحد ساز

انہی دو سے آباد ہر اک کا گھر ہے
کمانا ہے فن اور بچانا بُنر ہے
یہ بات آج ہی سوچنا ہے ضروری
کے ہے خبر آنے والے دنوں کی
بُرے وقت میں کام آئیں گے اکثر
رکھو گے اگر چار پیسے بچا کر
بچت ہی سے مل جمل کے بنتی ہے دولت
بچت ہی سے بڑھتی ہے ملکوں کی طاقت
یہ فصلیں، یہ بازار، یہ کارخانے
بچت نے سنوارے ہیں بگڑے زمانے
ذرا جا کے گھر دیکھ لو چیونٹیوں کا
وہ دنوں کا کرتی ہیں کیسے ذخیرہ
یونہی قطرہ قطرہ سمندر بنے گا
یونہی لمحہ لمحہ مقدار بنے گا
بچت کی جو بچپن سے ڈالو گے عادت
بڑے ہو کے پاؤ گے دنیا میں راحت

تو کچھ دیر وہ سوچتی ہی رہی
پھر اُس نے وہاں اپنا جالا بُنا
یوں ہی سطح دریا پر بچینکا اُسے
کہ پانی سے زیادہ وہ وزنی نہ تھا
وہ ڈنڈے سے جالے پہ آئی تو پھر
ٹھہر کے وہاں اور جالا بُنا
وہاں سے اُسے بچینکا پانی پہ یوں
کہ کچھ دور آگے وہ جالا بڑھا
وہ جالے سے جالے پہ آتی رہی
یہاں تک کہ ساحل قریب آگیا
وہ لڑکا اُسے دیکھتا رہ گیا
ذہانت پہ مکڑی کے جیوان تھا
وہ مکڑی کنارے پہ یوں آگئی
کہ جیسے وہاں کچھ ہوا ہی نہ تھا
مصیبت میں ثابت قدم جو رہے
وہی ہے زمانے میں سب سے بڑا



ہم اپنی بیسویں منزل سے کچھ بھی سُن نہیں پائے
صدما دیتا رہا فٹ پاتھ سے بچہ بھکاری کا (شاہد طیف)



مرے دل کے کسی کونے میں اک معصوم سا بچہ
بڑوں کی دیکھ کر دنیا بڑا ہونے سے ڈرتا ہے (راجیش ریڈی)

تقلی، منظر اور ہم

حنیف ترین

صحبیٰ تو
رنگ بھری انگڑائی لے کر
تقلی نے گونگھٹ کھولا
سندر سندر
منظرا تمن میں ڈولا
آپیٹھی وہ اک کوپل پر
کچھ کچھ پی دھوپ نے اس کے پسہ لائے
کلیوں نے بھی کھول دیں آئھیں
پھول نے خوشبو اس پلائی
باد صبانے چھیر کے سرگم
اُس کو نچایا چھم چھم چھم
رنگوں کے اس شیش محل میں
اُنھے دوکوں سے ہاتھ
(نہتی متنی جن کی گھات)
لے کر بھاگے وہ تقلی کو اپنے ساتھ

یہ دولت بھی لے لو، یہ شہرت بھی لے لو
بھلے چھین لو مجھ سے میری جوانی
مگر مجھ کو لوٹا دو بچپن کا ساون
وہ کاغذ کی کشتنی، وہ بارش کا پانی
محلے کی سب سے پُرانی نشانی

وہ بڑھیا جسے بچے کہتے تھے نانی
وہ نانی کی باتوں میں پریوں کا ڈیرہ
وہ چہرے کی جھگڑیوں میں صدیوں کا پھیرا
بھلائے نہیں بھول سکتا ہے کوئی
وہ چھوٹی سی راتیں، وہ لمبی کہانی

کڑی دھوپ میں اپنے گھر سے نکنا
وہ چڑیا، وہ بیکل، وہ تقلی کپڑنا
وہ گڑیا کی شادی میں لڑنا جھگڑنا
وہ جھولوں سے گرنا، وہ گر کے سنجھنا
وہ پیتل کے چھلوں کے پیارے سے تختے
وہ ٹوٹی ہوئی چوریوں کی نشانی

کبھی ریت کے اوپنے ٹپلوں پر جانا
گھروندے بنانا، بنا کے مٹانا
وہ معصوم چاہت کی تصویر اپنی
وہ خوابوں کھلونوں کی جاگیر اپنی
نہ دنیا کا غم تھا، نہ رشتتوں کے بندھن
بڑی خوبصورت تھی وہ زندگانی

تحقیق

حفیظ آتش

نئے ہاتھوں نے سادے کاغذ پر
پہلے پودے بنائے پھولوں کے
پھر ذرا سوچ کر
ز کے شاید
رگ پھولوں کا سوچنے کے لیے
پھر کل،
پھول،
اور کانٹے،.....سمجی
اک ہی رنگ سے بنائے

گڑیا حفیظ آتش

بنخی کپڑے کی معصوم گڑیا
کالے ڈورے کی چکلی آنکھیں
سُو کھے بالوں کی خدار چوئی
ڈالے گردان میں کالادوپٹہ
میری جانب لپتھ ہوئی سی
بانہیں پھیلائے کچھ منتظری
روز کی طرح بیٹھی ہوئی ہے
گود میں کب سے وہ الماری کی

جی ہاں پڑے ہیں

مختار ٹونکی

گڑیا کی آنکھ پھوڑی گدے کی ٹاگ توڑی
وہ ہم پہ نہ رہی تھی گردن ذرا مرودی
منی نے کی شکایت یوں ہم نے مار کھائی
ائی نے کی پٹائی

اسکول سے تو بھاگے ڈالے گلے میں بستے
راجو کے ساتھ دیکھا بندر کا بس تماشا
گھر پر یہ بات پہنچی ہم نے نہ کی پڑھائی
ائی نے کی پٹائی

حلوے کی بات چھوڑو کیا سب کا مُربّہ
رس گلے اور برفی مکھن کا سارا ڈبہ
جو چیز بھی کہ دیکھی ہم نے چڑا کے کھائی
ائی نے کی پٹائی

سب سامنے تھے بیٹھے ڈھینچوں کا راگ گایا
پاپا کے دوستوں کو پھر ہم نے مُنہ چڑایا
اتنی سی دل لگی پر شامت ہماری آئی
ائی نے کی پٹائی

بھیا تو سو رہے تھے عپھے کو آف کر کے
ہم ہو گئے روانہ جیبوں کو صاف کر کے
چھوٹی سی یہ شرارت ہم کو نہ راس آئی
ائی نے کی پٹائی

چیوٹی رانی

مختار ٹونکی

چیوٹی رانی نام ہے میرا
محنت کرنا کام ہے میرا
چاروں دھام گھوم گھوم کے
چلر پ چلر کھاتی ہوں
اپنا بھوجن میں خود لاتی ہوں

پتلی سی اک کالی ریکھا ہوں
پتلی پتلی ہی ٹاگوں والی
ڑکنا تھکنا میں کیا جانوں
ہوں ہمّت والی، طاقت والی

چیوٹی ڈل کی فوج میں لے کر
ڈشمن کو ہوں مار گراتی
ڈرنا میری شان نہیں ہے
ہاتھی کو بھی ناق نچاتی

چیوٹی رانی نام ہے میرا
محنت کرنا کام ہے میرا

الله گول مٹول

مختار ٹونکی

چھوٹے موٹے، بخت کئے
بھاری بھرکم، پلم پول
انڈے جیسا سر تھا ان کا
توند تھی ان کی جیسے ڈھول

ایک کوئل ان کا توں
ایک تھے اللہ گول مٹول

ناک ٹماڑ، گال کچوری
لبے لمبے دانتوں والے
کوکل جیسے کالے رنگ کے
بھوت نہیں تھے بھوت کے سالے

چال گدھے کی ڈانوا ڈول
ایک تھے اللہ گول مٹول
سردی، گری، بارش میں بھی
ایک ہی ڈھوٹی ان کا بیاس
کھاتے ہوا، تو بیڑی پیتے
بھوک نہ لگتی، نہ ہی پیاس

امم غلام بمبای بول
ایک تھے اللہ گول مٹول
چمری دیدو دمڑی رکھو
سب کو دیتے یہ ہی سیکھ
ایسی ہی کچھ شان تھی ان کی
دیتے بھکاری ہن کو بھیک

کر گئے اب تو بستر گول
ایک تھے اللہ گول مٹول

سورج اچھا بچہ ہے

سرکس کا جو کر

احمد وصی

موسیقی کی تال پہ ناچے¹
تھر کے اور کرتب دکھائے
ہر فن کا ماہر ہے لیکن
ہر فن میں پیچھے رہ جائے
شیر سے اُلٹھے، ڈر کر بھاگے
ڈور سے چینخ، پاس نہ آئے
تار پہ سر کے مل چلتا ہے
خود کو کبھی جھولے سے گرائے
رُنیں کپڑے، مُنہ پہ سفیدی
روکے جگ کو ہنساتا ہے
پیٹ کی خاطر دنیا میں
انسان کیا کیا بن جاتا ہے

سورج اچھا بچہ ہے

غبارے والے کا گیت

احمد وصی

انکوٹھا چوتھی گڑیا

فس اعجاز

مری بچی

جسے ماں کی محبت باپ کی شفقت میسر ہے

عنایت بھائی بہنوں، رشتہ داروں کی

نواہش ٹھپروں کی

اور اُلفت ہم جماعت لڑکیوں کی

روز بلتی ہے

تبہم جس کا پہلے چاند کی مانند سب کو شاد کرتا ہے

جو اپنی پر تکلف گفتگو، خود ساختہ ہر آکپیلی سے

کہانی سے، ڈرامے سے

دلوں کو مودہ لیتی ہے

ابھی دوچار دن گزرے

جب اس نے آٹھ شمعوں کو مجھا کر

کیک کاٹا اور تھنوں کو سمیتا تھا

تبھی سے کیا ہوا کہ ایک گڑیا نے

مرے نادر گھر کی ہر ضرورت، ہر پیلی، ہر کہانی کو

خوشی کی زبان دے دی

آؤ بچو، آؤ بچو
پھٹے پیے لاو بچو

رنگ برنگے پھول کھلے ہیں، یا میرے غبارے ہیں
جیسے تم پیارے پیارے ہو، یہ بھی پیارے پیارے ہیں

ئی ادا سے نئی شان سے ادھر ادھر لہراتے ہیں
قدرت کی رنگین میں یہ اور بھی رنگ ملاتے ہیں

مست فضاوں میں بچوں کے یہ معصوم اشارے ہیں
رنگ برنگے پھول کھلے ہیں، یا میرے غبارے ہیں

جنہی لبی ڈور ہے ان کی، یہ اتنے ہی اوپنے جائیں
نیل گلنگ میں اڑ کے دلیں، دور سے ہم سب کو لپا میں

تم ہواس دھرتی کے تارے، یہ آکاش کے تارے ہیں
رنگ برنگے پھول کھلے ہیں، یا میرے غبارے ہیں

نیلے، پیلے، کالے، اجلے، سنگ ہی رہتے ہیں
میل جعل کر اک ساتھ رہو سب یہ دنیا سے کہتے ہیں

ان کا یہ پیغام ہے جگ کے سارے لوگ ہمارے ہیں
رنگ برنگے پھول کھلے ہیں، یا میرے غبارے ہیں
جیسے تم پیارے پیارے ہو، یہ بھی پیارے پیارے ہیں

رات**عبدالرحیم نشر**

رات ہماری ماں جیسی ہے
 نیند ہماری آنکھ میں رکھ کر
 پیٹھے میٹھے خواب دکھائے
 دُور کہیں لے کر اڑ جائے
 دبیں بدیں کی سیر کرائے
 رنگ برلنے ہلکے بادل
 بادل اندر بھتی پاپل
 چھم چھم کرتی بوند گرائے
 بوند بوند میں پھول کھلائے
 پھول پھول میں خوشبو مہنے
 خوشبو مہنے، دنیا لہنے
 دنیا لہنے، گیت سنائے
 گیت سنئے تو پریاں آئیں
 پیارے پیارے پر پھیلائیں
 پر پھیلے تو نیند سہانی
 ممتا کا آنچل لہرائے
 دن بھر کا دکھ درد مٹائے
 نئی نویلی صبح دکھائے
 دیکھا رات بھلی کیسی ہے
 بالکل اپنی ماں جیسی ہے

دسمبر**عبدالرحیم نشر**

سردی کھاتے، دانت بجاتے آئے دسمبر بابا
 رنگ برلنے اونی کپڑے لائے دسمبر بابا
 صح سلوانی، گرم چائے کی پیالی لے کر دوڑی
 کیسا قھر قھر کاپ رہے ہیں ہائے دسمبر بابا
 ان کی داڑھی چاندی جیسی دھوپ پڑے تو چکے
 لیکن نٹ کھٹ کڑکی سا چھپ جائے دسمبر بابا
 دُور گگن پر نٹ کھٹ بادل سجا جانے میٹھے
 اجلے اجلے اون کے گولے لائے دسمبر بابا
 صح سہانی، شام سہانی، ہر پل نئی کہانی
 مزے مزے کے قصے لے کر آئے دسمبر بابا
 کہیں انگیٹھی، کہیں الاؤ، ہاتھ تاپتے جاؤ
 موسم دوڑے اور چیچھے رہ جائے دسمبر بابا
 دیوار پر نئے کلندڑ، نئے مناظر ہوں گے
 دوڑی دوڑی آئی جنوری، بائے دسمبر بابا

ہائے رے بچپن

خیال انصاری

ڈاکیا

مرتضیٰ ساحل تسلیمی

گری ہو یا ہو سردی
پہنے ہوئے یہ وردی
چڑے کا بیگ لے کر
پھرتا ہے روز گھر گھر
یہ ڈاکیا ہے بچوں
انٹھ کر صح سویرے
جاتا ہے ڈاک خانے
اور ڈاک چھانٹا ہے
پھر اس کو بانٹا ہے
یہ ڈاکیا ہے بچوں
خط خیریت کے لائے
اور دل کو چین آئے
ختنے کسی کو بانٹے
پیسے کسی کو بانٹے
یہ ڈاکیا ہے بچوں
مفلس، دھنی، بھکاری
سب کی ہے اس سے یاری
یہ سب کا خدمتی ہے
یہ نیک آدمی ہے
یہ ڈاکیا ہے بچوں

سورج اچھا بچہ ہے

ساب کا یہی ہر روز ہے کہنا
بند کرو یہ وحیگا مشتی شور شراب، گھر میں ٹکشی
جی نہ جلواء، کان نہ کھاؤ کام ہیں کرنے، باہر جاؤ
جاوے باہر کھلیو جا کر
تلگ گی ہے راہی زیادہ سائکل موڑ رکشا پیادہ
قبضے ہوئے فٹ پاٹھ پہ اکثر گندی نالی بہتی ہے بھر کر
دے کر دھنگا، کوئی بولے اے لڑکے چل بھاگ یہاں سے
گھر جا، یا میدان چلا جا
میداں سارا اُوبڑ کھابڑ تلا ہوا ہو جیسے پاپڑ
گائے، بکری کریں جگائی کہیں شرابی، غندے، موالی
کہیں پہ نیتا جی کا بھاشن انگی پلک بہرہ شاشن
کوئی بتائے جاؤں کہاں میں
گھر چھوٹا ہے تلگ گلی ہے چوراہے پر بھیڑ لگی ہے
بانگ بخچہ کھیت ہے اُبڑا میداںوں پر قبضہ بڑوں کا
مرے بزرگو، دیکھ تو آؤ دیکھ آؤ تو مجھ کو بتاؤ
ہم بچوں کو تم نے دیا کیا؟

عمر ہے چھوٹی پڑھتا ہوں میں کام بھی گھر کے کرتا ہوں میں
میں بھی کھلیوں من کرتا ہے کھلیں نہ پاؤں جی جلتا ہے
بچپن، بہتا دریا جیسے گزرا پانی پھر نہ آئے
کھلیں ہنا جی چھوٹا جائے
ہائے رے بچپن بیتا جائے

سورج اچھا بچہ ہے

بلی دان

مرتضی ساحل تسلیمی

چوہوں نے ایک روز بلایا بلی کو مہمان
اور دکھائی لکڑی کی اک بلڈنگ عالی شان
بلی تھی جیران

پھر اک چوہا اس سے بولا کیے خالہ جان
دودھ ملائی کھائیں گی یا پھل سبزی اور نان
بعد میں چائے پان
دونوں باتیں کرتے جیسے ہی بلڈنگ میں پہنچے

دوسرے چوہے نے دروازہ بند کیا باہر سے
ہوش اڑے بلی کے
بلی نے گھبرا کر دروازے کی جانب دیکھا
اندر والا چوہا بھی پھرتی سے باہر نکلا
خوٹی میں گودا اچھلا

پہلے تو غُرانی بلی پھر سمجھی نادان
لائچ کا انجم یہی ہے خطرے میں ہے جان
یہ ہے بلی دان

لڑکیوں کی تعلیم

امجد حسین حافظ کرناٹکی

ضروری ہے ہر ایک لڑکی کی تعلیم
پڑھائی لکھائی سے خود کو سجائے
کہ پرده میں رہ کے وہ تعلیم پائے
زمانہ سے پیچھے کبھی رہ نہ جائے
کہ تکنیکی تعلیم بھی آج پائے
نتیجے جو سالانہ پرچوں کے نکلے
تو لڑکوں سے ہیں لڑکیاں آگے آگے
وہ ان پڑھ جو رہ جائے تو ایک لعنت
پڑھی لکھی لڑکی ہے کنبہ کی عزت
سدرا لڑکیوں کو پڑھاؤ لکھاؤ زمانے میں جینے کے قابل بناؤ
چلاتی ہیں وہ گھر کی گاڑی کو بچو
کمالتی ہے خود روزی روٹی بھی دیکھو
یہی بات حافظ جی سب کو بتائیں
کہ تعلیم نسوان کو لازم بنائیں

جنگل میں منگل

احمد کلیم فیض پوری

ٹیں ٹیں کرتا آیا تو تا
چُوں چُوں کرتی آئی چڑیا
بینا پھر سے آکر بیٹھی
کوئی کی ہے کوک نزالی

کووا آیا کووا آیا
سب نے مل کر شور مچایا
مور بھی آیا پر پھیلائے
پیڑ کے نیچے بیٹھے سارے

کوئی نے اب گیت سنایا
سب نے مل کر کھانا کھایا

جنگل میں ہے کیسا منگل
کوئی لڑائی ہے نہ دنگل

سورج اچھا بچہ ہے

پیاری پنگ

احمد کلیم فیض پوری

دیکھو آئی پنگ
دل کو بھائی پنگ
کتنے سارے ہیں رنگ
دل کو بھاتے ہیں رنگ

میری پیاری پنگ
جائے بادل کے سنگ
دیکھو جاتی ہے دور
جیسے مستی میں چور

بچپوں بچپوں کو یہ
حوالہ دے گئی
بیٹھ جانا نہ ثم
یہ پنگ کہہ گئی

سورج اچھا بچہ ہے

مسٹر زیریو

رفیع احمد

اَرم، شاشتَّه، عامَر اور انُور
 سمجھتے ہیں مجھے سب کتنا کمتر
 صفر کہتا کوئی، کوئی زیرو
 تمام اعداد کا ہوں میں تو ہیرو
 ذرا اب دیکھنا میری بھی پرواز
 صفر سے ہوتا ہے گنتی کا آغاز
 کروں میں ایک کو تبدیل دس میں
 بنادوں دس کو سو، ہے میرے بس میں
 کرشمہ اور کچھ اپنا دکھادوں
 اسی سو کو ہزاروں میں بنادوں
 کسی نمبر میں زیرو تم ملاو
 اضافہ کچھ نہ ہر گز اس میں پاؤ
 کسی نمبر سے زیرو اب گھٹاؤ
 اسی نمبر کو تم موجود پاؤ
 کسی نمبر کو مجھ سے ضرب دے دو
 ملے گا صرف تم کو زیرو زیرو
 مجھے کہنا ہے بس اتنا ہی پچھو
 کسی کو تم حقارت سے نہ دیکھو
 کسی کو مت سمجھنا بے حقیقت
 یہاں اک ذرہ بھی رکھتا ہے قیمت

بیر کا درخت

مختار احسن انصاری

دیکھو! کیسا دیوانہ ہے
 ہر موسم میں انسان اسے
 پھر سے نوازا کرتے ہیں
 نوکیے جاں لیوا پھر
 ہر جانب سے اس پر برسے
 ہر پھر کی چوٹ کو سہہ کر
 اُف بھی نہیں کرتا ہے پاگل
 برسوں سے میں دیکھ رہا ہوں
 وہ سب کی چوٹیں سہتا ہے
 پھر بھی اپنا فرض سمجھ کر
 وہ سب کو پھل ہی دیتا ہے

ایک سوال

رفیع احمد

میں نے کل بادل سے پوچھا

رفیع احمد

ہم سے کیوں رُوٹھے ہو بھیتا
میں نے کل بادل سے پوچھا
آکر دُور نکل جاتے ہو
دُور دیس سے تم آتے ہو
کب یہ دھرتی ہوگی جل تھل؟
ہم سب گری سے ہیں بے کل
سوکھے کا کارن سمجھیا
بادل نے مجھ سے فرمایا
تم نے جنگل، باغ اجڑے
تم نے پودے پیڑ ہیں کائے
کرکے پیڑوں کی بربادی
کیسے بارش کی ہو چھم چھم
رم جھم رم جھم، رُک رُک تھم تھم
عقل تھماری کیوں سوتی ہے؟
پیڑوں سے بارش ہوتی ہے
اب تو ہوش میں تم آجائے
تب میں گھر گھر کر آؤں گا
خوب دھڑاکے سے برسوں گا

ابو میرے پاس تو آنا
اتی بات مجھے سمجھانا
ہم جب آپس میں لڑتے ہیں
آپ ہمیشہ یہ کہتے ہیں
لڑنا بھڑنا ٹھیک نہیں ہے
بھگڑا کرنا ٹھیک نہیں ہے
اچھے بن کر تم جینا سیکھو
میں خُل کر تم رہنا سیکھو
میں نے اخباروں میں پڑھا ہے
لی وی پر بھی اتنا سُنا ہے
دیا میں پھر اک جنگ ہوگی
کھلیں گے سب خون کی ہوں
میزائل اور بم بر سین گے
امن و اماں کو ہم ترسیں گے
لاشوں کا بازار لگے گا
سہا سا سنوار لگے گا
میں بچہ ہوں میں کیا سمجھوں
میں تو بس اتنا ہی پوچھوں
نچے آخر پھر نچے ہیں
جو دانا ہیں، کیوں لڑتے ہیں؟

اپنے ساتھی

حیدر بیابانی

گاندھی جی کے تین بندر

ابراهیم اشک

گاندھی جی کے تین ہیں بندر، تینوں بندر گیانی
جس نے ان کی بات سمجھ لی سچا ہندستانی

پہلا بندر بُرا نہ بولے، سب سے پیار سے بولے
سُن کر جس کی میٹھی باتیں سب کا منوا ڈو لے
سارے جگ کو جیت سکے جو بولو ایسی بانی
گاندھی جی کے تین ہیں بندر، تینوں بندر گیانی

دوسرा بندر بُرا نہ دیکھے، بُری نظر نہیں ڈالے
جهاں بُرائی دیکھے فوراً اپنی آنکھ چُرالے
جس نے بُرائی دیکھی اُس کی دنیا ہے ویرانی
گاندھی جی کے تین ہیں بندر، تینوں بندر گیانی

تیسرا بندر ایسا گیانی بُرا نہیں جو سنتا
جس میں ہو اچھائی کوئی بس اس کو ہی چلتا
اس کا جیون سپھل ہے جس نے ہر اک بات یہ مانی
گاندھی جی کے تین ہیں بندر، تینوں بندر گیانی

اپنے کاپی	ساتھی	یہی	جناب
پنسل	قلم	کتاب	
اپنے کاپی	ساتھی	نہایم	اپنے ساتھی
پنسل	قلم	کتاب	ان کی صحبت نہیں خراب
اپنے کاپی	ساتھی	یہی	جناب
پنسل	قلم	کتاب	هم تھے ان پڑھ جاہل پچھے
اپنے کاپی	ساتھی	یہی	کھل کر ہو جائیں اپچھے
پنسل	قلم	کتاب	اک دن اپنے ساتھی پچھے
اپنے کاپی	ساتھی	یہی	دلوا دیں گے ہمیں خطاب
پنسل	قلم	کتاب	نام کریں گے کام کریں گے
اپنے کاپی	ساتھی	یہی	عقل و دانش عام کریں گے
پنسل	قلم	کتاب	ایسی علم کی رنگت دیں گے
اپنے کاپی	ساتھی	یہی	عیسے موتی اندر آب

کیوں آخر مجھے شیطان کہتے ہیں؟

حامد اقبال صدیقی

یہ سارے لوگ

کیوں آخر مجھے شیطان کہتے ہیں؟

اگر گنج کوئی ہو سامنے، چند یا چھٹتی ہو

تو کیا یہ دل نہیں کہتا

چوتھا اک آدھ جز نے کو

ہتھیلی جب کھجاتی ہے

میں ایسا کر گز رتا ہوں

.....

مری بلڈنگ کا چوکیدار

سو جاتا ہے دن میں بھی

وہ خڑائے بھی لیتا ہے

جو اس کی ناک پر

اک ٹیپ چپکانے کو جی چاہے

میں ایسا کر گز رتا ہوں

.....

پڑو سن آٹی کی

مرغیاں انڈے جودیتی ہیں

میں اکثر سوچتا ہوں

ان سے چوزے کیوں نکلتے ہیں

مری خواہش یہ ہوتی ہے

انھیں میں توڑ کر دیکھوں

میں ایسا کر گز رتا ہوں

.....

گلی کے موڑ پہ

بینجا ہوا موٹا سا اک ٹنٹا

اگر دوڑتے تو کیسا ہو

اگر بھونے نکلے تو کیسا ہو

پٹا خدا س کی ڈم پر باندھ کر

ماچس دکھانے کو

مرا جی چاہتا ہے گر

میں ایسا کر گز رتا ہوں

.....

بزرگ مجھ کو بتاؤ

یہ سب کرنے کو آخر کیا

کسی کا دل نہیں کہتا

کیا میں سب سے انوکھا ہوں

یہ سب شیطان کرتے ہیں

کوئی انسان نہیں کرتا؟

یہ سارے لوگ

کیوں آخر

مجھے شیطان کہتے ہیں؟



کھلونوں کی دکانوں سے تھی دتی میں کیا گذریں

سر بazar کیا ہوگا اگر بچہ محل جائے (قاسم امام)

گلہری

خالد شاہین

ریشم جیسے بال سُبھری
پالی میں نے ایک گلہری
نیلی نیل آنکھیں اس کی
چھوٹی چھوٹی ٹانگیں اس کی
دُم ہے اس کی جیسے بھار
ماںگ نکالے اپنے سر پر
دھاری دار ہے اس کی رنگت
چڑھتی ہے پیڑوں پر سرپٹ
یہ اُچھلی، وہ کودی، بھاگی
پتھے کھڑکا فوراً جاگی
ننھے ننھے دانت ہیں اس کے
چمکیں دور سے موئی جیسے
ناک ذرا سی، لمبی موٹچیں
بولی میں نازک قلقاریں
چھالیہ گترے، لکڑی کاٹے
گھر گھر اُس کے ٹکڑے ہائے

انٹرنیٹ

فراغ روہوی

میں ہوں مسٹر انٹرنیٹ
کمپیوٹر پر ملتا ہوں
جب مجھ میں بھی ہے وہ نالج
حاضر ہوں میں صح و شام
ہوتا ہے جو گھنٹوں میں
بھارت ہو یا پاکستان
گڑیا اور بنی کے نام
چھتے ہیں جو سرحد پار
مجھ پر پڑھ لو وہ اخبار
دے کر اندر کا اگرام
وقت یہی ہے پڑھنے کا
اسٹوڈنٹ ہو یا ٹھیکر
سب میرے دیوانے ہیں
میرے بارے میں سُن کر
حیرت میں ہے جادوگر

پرندوں کی بولی

کوثر انصاری

طوطا بولا میں میں میں
کھانے کو امرود ہی دیں
چڑیا بولی چوں چوں چوں
دانہ ڈالو بھوکی ہوں
کوڑا بولا کائیں کائیں
روٹی دو لے کر اڑ جائیں
مرغی بولی گٹ گٹ گٹ
دانے کھاؤ پٹ پٹ پٹ
بولا کبوتر غُفر غُون
میں بھی دانے چگتا ہوں
کوکل بولی گو گو گو
مری صدا میں اللہ ہو
کہے پیپیا پیپیا پیپیا
راغ میں ہے میرے جادو
مرغا بولا گکڑوں گوں
صح ہوئی اب سونا کیوں؟

جنگل میں کرکٹ

نور جہاں نور

آؤ سب میدان کے اندر
کیوں نہ کریں جنگل میں منگل
سوہنڈ میں اپنی گیند اٹھاؤ
گینڈے بھیتا وکٹ تو لاو
سب نے واہ کا نعرہ مارا
بال مگر اب نظر نہ آیا
پکڑ سکنے نہ گھٹا بندر
کیسے اسے پانی سے نکالیں
پر اُس کو لانا تھا ضرور
بکری نے پتوں سے باندھیں
اپنے ہاتھ میں شاخیں لے کر
ہو گیا جیاں بال کے پیچے
سمجھ گئی جو حال تھا ان کا
مل گیا بال کو پھر تو کنارا
کھیل شروع پھر ہوا دوبارا
نور نے کرکٹ کھیل دکھایا
بولو بچو! پسند تو آیا

ٹارزن

عطاء الرحمن طارق

صدیوں پہلے بھائی
ہاں، صدیوں پہلے بھائی
دُور کسی جگہ میں
پربت کے اُس پار
میں جس میں رہتا تھا
اب بھی ہے وہ غار
بندر میرے میت
ہاتھی میرے یار
پنھر، بھالے، تیر
تھی میرے اوزار
کھاتا کچامس
ہرن گراتا مار
پیتا ٹھنڈا پانی
دریا میں منڈال
پھرتا ننگے پاؤں
اور پینتا کھال
صدیوں پہلے بھائی
کتنا تھا خوشحال
صدیوں پہلے بھائی
ہاں، صدیوں پہلے بھائی

بچپن

منصور اعجاز

ماں کی صورت
باپ کا چڑہ
گھر آنکن
میدان مدرسہ
آنکھوں میں پھر جاتا ہے
جب بھی اپنے گاؤں سے نکلوں
جب بھی اپنے گاؤں سے گزوں
میرا بچپن روئے روئے
میرے پیچھا آتا ہے

درخت

احمد امام بالا پوری

درختوں پر چلاو مت کلہڑی
 درختوں سے ہوا میں ہے صفائی
 درختوں سے ہے دنیا خوبصورت
 درختوں کی ہے ہم سب کو ضرورت
 درختوں کی بدولت تازگی ہے
 درختوں سے ہی پھیلی ڈکشی ہے
 درختوں سے ہے سایہ جنگلوں میں
 درختوں سے ہے رونق مظروں میں
 درختوں سے میسر پھول و پھل ہیں
 درختوں سے معطر آج و کل ہیں
 درختوں پر چکتے ہیں پرندے
 درختوں پر ہی لٹتے ہیں پرندے
 درختوں سے ہی بنتی ہیں دوائیں
 درختوں سے ہی چھاتی ہیں گھٹائیں
 درختوں سے ہجڑی ہے شادمانی
 درختوں سے ہے یہ دنیا سُہانی
 درختوں کو جو ناحق کائٹے ہیں
 وہ ناداں ہیں تباہی بانٹے ہیں

دھوپ کاٹکڑا

عطاء الرحمن طارق

انگنائی میں پیپل سے گرا، دھوپ کا کلکڑا
 پٹ کھول کے کمرے میں گھسا، دھوپ کا کلکڑا
 کھیتوں میں نمودار ہوا، دھوپ کا کلکڑا
 اسکول گئے ہم تو ملا، دھوپ کا کلکڑا
 خرگوش سا آیا تھا نظر باغ میں ہم کو
 بیٹھا نہ ہو کونے میں چھپا، دھوپ کا کلکڑا
 تھی گائے کہ بچھڑے کا بدن چاٹ رہی تھی
 تھا پاس ہی کہرے میں پڑا، دھوپ کا کلکڑا
 سیرمی سے پھسلتے ہوئے تالاب میں گودا
 پھر خوب ہنسا، خوب ہنسا، دھوپ کا کلکڑا
 بابا نے بڑے پیار سے ایمن کو پُکارا
 ”لے آؤ تھے میں ذرا، دھوپ کا کلکڑا“
 یا جیسے سر کوہ دھنک ناج رہی ہے
 یا جیسے کسی نے ہے دھنا، دھوپ کا کلکڑا

بچہ مزدور**شاہین اقبال**

نہادی جان ناب نانی ماں کے پاندانوں سے

سپاری میں پڑاتا ہوں

نہ چوکیدار کو جامن کے باغوں میں ستاتا ہوں

ناب مرغوں کے شامل میں اذال دیتا ہوں آنکن میں

ناب میں مولوی صاحب کی طرح

کلمہ توحید طوٹ کو رثاتا ہوں

شکایت میری آئی ہے ناب امی کے آنسوک

نہ مكتب میں کسی ٹیچر سے اب میں ڈاٹ کھاتا ہوں

نہ عیدی مانگتا ہوں خالہ سے

نہ پھوپھی جان سے ملنے نئے کپڑوں میں جاتا ہوں

ن لفظیں پڑھتی ہیں میری صحیحیں

ن کوئی رات کوہ قاف کی پریوں کے اب قصے سناتی ہے

نہ دوپھریں نندی میں کوڈتی ہیں

نہ مسجد میں مجھے مغرب پڑھانے شام آتی ہے

کہ جب سے آیا ہوں پی سڑک کو چاند کر

میں اپنے گاؤں سے

مرے بچپن کو گروی رکھ لیا ہے شہروالوں نے.....!!!

چڑیا**صادقہ نواب سحر**

رنگ برگی، بھوری ، کالی
نیلی، پیلی، چڑیا
پیاری پیاری، نیاری نیاری
من کو لھاتی چڑیا
اڈھر پھندتی اڈھر پھندتی
اڑ اڑ جاتی چڑیا
ڈالی ڈالی، غنچہ غنچہ
گاتی جاتی چڑیا
جھوم جھوم کر، گھوم گھوم کر
دانہ کھاتی چڑیا
دانہ چل کر، ذرا سا رُک کر
پھر اڑ جاتی چڑیا
چپک چپک کر، لہک لہک کر
تائی سُستا چڑیا
پھر تیل ہوں، لیلی ہوں
سبق سکھاتی چڑیا

بچپن قاسم ندیم

سانپ سیرھی کا ہے کھیل
بچپن گزرے جیسے ریل
دنیا گھومے، پیڑ، پہاڑ
سنگ سنگ ہوں، پر ہونہ میل
چاند کی نگری جس کو بھائے
جگ میں کیوں کر ہوں وہ فیل
ٹوٹے ہوں جب سارے کھلونے
گھر آنگن لگتے ہیں جیل
کنکھی کر لیں گڑیا کی
پہلے لگائیں سر میں تیل
ہم بھی شکاری اپنے ہیں
رکھتے ہیں سنگ ایک غلیل

قرآن صدیقی

برگد صاحب
آپ کی باتیں
آپ کے قصے
کون سُنے گا
برگد صاحب!
انٹرنیٹ پر جا کر
یا رہارے ساری دُنیا گھومیں گے^۱
طرح طرح کی معلومات
کھیل، کود، تفریح، سیاست
سب کچھ یاں مل جاتا ہے

برگد

چوہے دان

عادل اسیر دھلوی

چھوٹی موئی

عادل حیات

رنگ برنگے پھولوں سی
جھر جھر کرتے جھرنوں سی
دیکھنے میں ہوں بچپوں سی
چھوتے ہی مُرجھاتی ہوں چھوٹی موئی کھلاتی ہوں
پاس جو کوئی آتا ہے
من مندر ہو جاتا ہے
سب سے میرا ناتا ہے
دل سب کا بھلاتی ہوں چھوٹی موئی کھلاتی ہوں
بادل جب پانی برسائیں
تن من میرے بھیگ سے جائیں
دیکھ کے مجھ کو سب مسکائیں
بادل سے شرماتی ہوں چھوٹی موئی کھلاتی ہوں
جگ میں کوئی غیر نہیں
مجھ سے کسی کو پیر نہیں
پھر بھی میری خیر نہیں
سب کا دُکھ سہہ جاتی ہوں چھوٹی موئی کھلاتی ہوں

گھر میں چوہے آفت لائیں
دیواروں میں رستے بنائیں
بھر بھر مٹی خوب گرامیں
کھڑ کھڑ کھڑ شور مچائیں
بادرچی خانے میں جائیں
آپا جان کو روز ڈرائیں
بوری میں سے آٹا کھایا
طاق میں رکھا بسکٹ اڑایا
بھائی جان کی گتھی کتابیں
نخے میاں کی نئی جرایں
اٹا جی کا بیگ بھی کاٹا
ائی جان کا بٹوا گتھرا
آہٹ پاکر دوڑے جائیں
بلی کے بھی ہاتھ نہ آئیں
کل جب گھر بازار سے آئے
اٹا چوہے دان بھی لائے
گھر میں لاکر اسے لگایا
روٹی کا اک ٹکڑا پھنسایا
اک چوہا پھر گھومتا پھرتا
چھے ہے دان کے اندر پکنچا
گھر میں سب نے شور مچایا
چھے، چوہے دان میں آیا

چنداما

فراق جلال پوری

چنداما! آؤ نا !!
 دودھ بتاشے لاو نا!
 دادی ماں کے ہاتھ کی کھیر
 چھپ کے اکیلے کھاؤ نا
 شوق ہے تم سے یاری کا!!
 اپنا ہاتھ بڑھاؤ نا
 کرتے ہو جس دلیں کی سیر
 کیا ہے؟ بتلاؤ نا
 دور ہو اتنا کیوں ہم سے
 پاس ذرا آجائو نا
 آؤ جب تم سپنوں میں
 منھ بادل میں چھپاؤ نا
 ہم کو بھی اپنے روپ کا راز
 کیا ہے ذرا بتلاؤ نا!
 اک دن آکر دھرتی پر
 اپنی سمجھا سجاو نا!

موٹا گڈو

عادل حیات

کیا ہے اب موٹا گڈو
 گھر میں سب سے چھوٹا گڈو
 دیکھنے میں ہے وہ البیلا
 جیسے شرارت کا ہو میلا
 توند ہے اس کی موٹی موٹی
 اور آنکھیں یہن چھوٹی چھوٹی
 کھانے میں ہے سب سے آگے
 کام کے ڈر سے پیچھے بھاگے
 بنخ کے پیچھے، سیٹ کے نیچے
 درجے میں بیٹھے ہے پیچھے
 دیکھ کے میدم جھاڑے اُس کو
 پیار سے پھر پکارے اُس کو
 رات کو تھک کے سوجاتا ہے
 اور سپنوں میں کھو جاتا ہے

ریل گاڑی

شکیل شاہ جہان

آگے انجن ڈبہ پچھے
چھک چھک، چھک چھک ریل کو کھینچے
پڑی بولے، کھٹ پٹ، کھٹ پٹ
پنچے مسافر جھٹ پٹ، جھٹ پٹ
کونک، ڈیزیل، بجلی سے
چلتی ہے کس پھرتی سے
سیٹی دے کر شور مچا کر
ٹھہرے جب ایشیں پر
گھیر لیں اس کو خوانچے والے
چائے، پھل، سوسے، والے
مال بھی لے کر جائے ریل
کام ہمارے آئے ریل

پچھتی

اسماعیل پرواز

آؤ عظی، شیلا آؤ
مہہ وش اور غمینہ آؤ
روٹھی ہوئی روزی کو منائیں
امریتا سنگھوتی کو بیلے میں
ساتھ اب رکھ لیں گیتا کو بھی
نجھے کو بھی، ستمی کو بھی
اک دوچے کا دامن کپڑیں
آؤ مل کر ریل بنائیں
انجن بن کر مُن مُن دیدی
دیتی رہے گی راہ میں سیٹی
چھک چھک اپنی ریل چلے گی
کالونی میں دھوم چے گی
ریل کے ڈبوں جیسے ہم سب
ساتھ رہیں گے مل کے ہم سب

بچے پھول ہوتے ہیں

محسن باعشن حسرت

بچوں کو مت مارو بچے پھولوں جیسے ہوتے ہیں
لیکن سی اک چوٹ لگ تو جی بھر کے یہ روتے ہیں

اک پل میں یہ روٹھیں تو اک پل میں یہ مان جاتے ہیں
جھگڑا آپس میں کر کے پھر ہم جوں بن جاتے ہیں

بچے چاہت اور وفا کا کوئی کھلونا لگتے ہیں
بچے ہیرے موئی، بچے چاندی سونا، لگتے ہیں

ان کے چرے پھولوں جیسے اور کلیوں سی ہے مسکان
جنگو پکڑیں، چاند کو چھوپیں، ایسے ان کے ہیں ارمان

ان کی دنیا ان کی اپنی منزل اپنا آنگن ہے
ہر دُکھ ہر غم سے بیگانہ ان کا اپنا بچپن ہے

سورج اچھا بچہ ہے

وقت

محسن باعشن حسرت

وقت کہاں کب رکتا ہے
آگے بڑھتا رہتا ہے
کوئی نہ اس کو روک سکا ہے
اور نہ کوئی روک سکے گا

تو پھر بچہ
تم بھی آؤ

وقت کے ساتھ ہی چلانا سیکھو
ہر دم آگے بڑھنا سیکھو

سورج اچھا بچہ ہے

سورج اچھا بچہ ہے فرحان حنیف وارثی

روز صحیح جلدی اٹھتا ہے
کوئلگیٹ دانتوں پل کر
ٹھنڈے پانی سے منھ دھوتا ہے
چائے، بریڈ اور جیلی کا
بریک فاسٹ لے کر
کرنوں کا یونیفارم پہن کر
کاندھے پر بستہ لٹکائے
گھر سے باہر نکلتا ہے
روشن مکتب جاتا ہے
سورج اچھا بچہ ہے

کاش پرندہ میں ہوتا شجاع الدین شاہد

کاش پرندہ میں ہوتا
سیر میں کرتا دنیا کی
ملکہ، لندن، امریکا
جب جی کرتا چل پڑتا
اڑتا میں آزادی سے
دُور گھنی آبادی سے
سب سے اچھا یہ ہوتا
کاپی کتابوں کا بستہ
میری پیٹھ پر نہ ہوتا